

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حصہ اول

۱۹۰۴ء

# ترانۂ عشق

سنہ ۱۳۲۲ھ

اول مرتبہ ایکہزار

در مطبع [illegible] آگرہ مطبوع گردید

# ترانۂ عشاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## غزل موجد

فکر عصیاں کی نہیں کچھ ہے غم فردا کیسا
ناز رحمت پہ تری ہے مجھے کھٹکا کیسا

سحر بالوں میں ہے دشمن کی بلا یا کیسا
اس پری رو کو ہے شیشے میں اتارا کیسا

یاد کو تیری جگہ اب نہیں ملتی افسوس
یاس و حسرت کا ہوا دل میں ٹھکانا کیسا

حور کا نام بھی رہتا نہیں آتا میرے
پھر دم بازپسیں شکوہ بیجا کیسا

بے حجاب اب تو رقیبوں سے ملاقاتیں ہیں
شرم بھی آنکھ سے جب اٹھ گئی پردا کیسا

شش لیے حور کے اوصاف جناب واعظ
کیجیے انصاف سے اسکا ہے سراپا کیسا

مرنے وقت نہیں فرشتے تو آتا ہے خیال
ہاں گھڑی موت کا سر پہ تقاضا کیسا

اُنپر الزام محبت نہ لگاتے کوئی | میری رسوائی کا لوگون مین ہوا چرچا کیسا
موت بھی آگئی ہے وقت مین ٹلجاتی آہ | اُسکے وعدے کا دل زار بھروسا کیسا
التفت خود سے ہوا ہی تھا حجت مین | کیا کہون کیا ہوا ہے مجھے وہم کا کیسا

چلتے پھرتے کہین موجد تو نہین جا نکلا
آج اس کوچے مین ہے حشر سا برپا کیسا

## غزل قلق

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا | بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
وہ ظلم کرتے ہین پھر تو لوگ کہتے ہین | خدا بتون سے نہ ڈالے معاملہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتھکڑی بھی بیعت ہے | ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا
ٹھہر اچو کوچۂ قاتل سے کوئی پوچھین گے | سنا ہے لٹ گیا رستے مین قافلہ دل کا
ہزار فصل گل آئی جنون جوش کہان | گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا
خدا ہی خیر کرے آج گل نگہ ہے سبا ہے | ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

خدا کے سامنے اپنا ہوا ہی قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

## غزل لطف

اے فلک اپنی بیٹے کو خدا کے واسطے
دل تڑپتا ہے حبیب کبریا کیواسطے

لائے بندہ یہ کہاں سے حق تعالیٰ کی زبان
استحقیق اصل تری وحدت و ثنا کیواسطے

باغ میں جا کر پڑھا جب روح احمد پر درود
کھل گئے غنچے کے لب جل علی کیواسطے

ہوتی ہے مقبول درگاہ خدا میں یہ ثنا
اٹھے جب دست اپنا آہ و دعا کیواسطے

اٹھ گیا حضرت کا سایہ چرخ پر بنکر ہما
کیوں نہ دن مشتاق سایہ ہما کیواسطے

سن لیا ہے جب سے ہمکو رحمت للعالمین
گنبد خضرا کہ ہیں تھامے فنا کیواسطے

اے خدا ہو وہ جہان وہ ہے ترا ایمان کمال
ایک رتبہ ہے جہان شاہ و گدا کیواسطے

گور ہاں گر مجھے گھیرا یا جو صبح رسول
کھل گئی جنت کی کھڑکی بس ہوا کیواسطے

سیم احمد کے نگر یار کو افشا کہیں
بند کر اے لطف محمد اپنا خدا کیواسطے

## غزل

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن ان کا
وہ دکھا یاروں کے چھپتے ہیں یہ جوبن اونکا

یا الٰہی یہ تمنا ہے کہ روز محشر
لب پہ ہو نام ترا ہاتھ میں دامن اونکا

توڑ کر تختۂ مرقد کو نکل آؤنگا
بیکسی نام نہ لینا مرے مدفن اون کا

ہائے اس عشق نے دونوں کو بنایا کافر
برہمن نام ہے میرا تو برہمن اونکا

وصل میں کیا ہے مرے پاس جو میں نذر کروں
دل ادا اونکا جگر ناز کا تن من اونکا

وصل نے لوٹ لیا دونوں کو تنہا پا کر
آج میرا نہ گریبان ہے نہ دامن اون کا

## غزل احسن

غضب کر رہی ہین ادائین تمہاری
ستم ڈھا رہی ہین جفائین تمہاری

ہین کیا عرض لین بلائین تمہاری
وہ لین جو اٹہائین جفائین تمہاری

چھری بن کے برق ہو انکے جگر پہ
نگاہین ہماری ادائین تمہاری

الٰہی ہمیشہ رقیبون کے سر ہون
بلائین ہماری جفائین تمہاری

قسم لیو مجہسے میرے ہاتہ ٹوٹین
اگر لی ہون ہین نے بلائین تمہاری

دہی تم ہو جو کر دغا کی تہی مجہسے
چلو دیکھ لین بس وفائین تمہاری

وفادار نبلو تم آپ اپنے منہ سے
مجھے یاد ہین سب جفائین تمہاری

شب وصل احسن کو ڈھارس نبدہا جا
ہین تسکین دل یہ نگاہین تمہاری

## غزل داغ

تڑپتے ہین اونہین غیرونکی چاہت ایسی ہوتی ہے
خدا کی شان ہے ایسون کی حالت ایسی ہوتی ہے

جب آنکھون سے لگاتا ہون تو جھکتے چپکے ہنس ہنس کر
تری تصویر بہی کہتی ہے صورت ایسی ہوتی ہے

ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر ایک دن بتا دینگے
قیامت اسکو کہتے ہین قیامت ایسی ہوتی ہے

تمہاری شکل تیرے غم مین پہچانی نہین پڑتی
بگڑ جاتی ہے صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے

نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرا
انہین کا فرشتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ذرا سی بات پر اے داغ تم اونسے بگڑ بیٹھے
اسی کا نام ہے الفت ہو محبت ایسی ہوتی ہے

## غزل داغ

آتی ہوئی عاشق کی طبیعت نہین جاتی
آتی ہے تو آکر یہ قیامت نہین جاتی

اللہ سے محشر مین گنہگار سے آگے
مجبور ہو نہین اسکی محبت نہین جاتی

جاتی ہے مری جان یہ مین کہہ نہین سکتا
جبتک اسے سو تم وہ خدا اجازت نہین جاتی

ہرچند بلا ہے مگر اسمین بھی وفا ہے
گھر غیر کے میری شب فرقت نہین جاتی

اول تو انہین شرم رہی منہ سے نہ بولے
جب شرم گئی وصل کی حسرت نہین جاتی

اٹھ اٹھ کے وہ سو جاتے ہین ہر بار شب وصل
ہرچند پھری اٹھنے کی عادت نہین جاتی

سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہین جاتا
دل جاتا ہو جیسے تری الفت نہین جاتی

اے داغ برا مان نہ تو اسکے کہے کا

## معشوقونکی گالی سی تو عزت نہین جاتی

## غزل قیصر

بہار آتی وہین غنچون کے خندان ہو کے جاتے ہین
چمن مین آتش افروزی کے سامان ہوتے جاتے ہین

مریض غم ادہر ہر روز بیجان ہوتے جاتے ہین
تغافل پر ادہر وہ اپنے نازان ہوتے جاتے ہین

اونہین گیسو کے سلجھانیکی وہین بڑہتی جاتی ہے
وہ دو البتہ زلف پریشان ہوتے جاتے ہین

قیامت دیکھینگے اک خلق پامال ستم ہوگی
یہ شوخی قد رفتہ فتنہ آفت جان ہوتے جاتے ہین

وہ مشکوہ بگڑتے ہین بناتے ہین وہ گو باتین
مگر عدو ہ حلاقی سے پشیمان ہوتے جاتے ہین

نہین منظور جو اظہار اونکو اپنے جلوہ کا
دلون مین وہ بشکل راز پنہان ہوتے جاتے ہین

وہان گیسو بناتے ہین وہ خاطر جمع سے گھر مین
یہان ہم بدگمانی سے پریشان ہوتے جاتے ہین

کمال آفتاب حسن ہے جوش جوانی ہے
وہ دن دن غیرت خورشید تابان ہوتے جاتے ہین

تمہارے خانۂ دل کی طرح دنیا میں اے ستمگر
ہزاروں گھر یہیں آباد و ویران ہوتے جاتے ہیں

## غزل نور

نہیں معلوم کیا بغض و حسد کا فیصلا ٹھہرے
میری تقدیر ثابت ہو کہ غیروں کی خطا ٹھہرے

جنوں تم ہو مزاج اپنا ابھی اصلاح پر آئے
جو فصل گل میں دم بھر لطف جا بے جا کی ہوا ٹھہرے

لیا بوسہ تو صحبت ہو گئی رسوائی سے
تمہارے خال عارض جو حسین جتنا ٹھہرے

تڑپتا ہوں برنگ مرغ بسمل بستر غم پر
جو تم پہلو سے الگ بیٹھو تو درد دل ذرا ٹھہرے

بھلا کس طرح ہوتے کوچۂ گیسو کی دل راہیں
کہ خضر شوق راہ عشق میں جیسے رہنما ٹھہرے

نہ پوچھی بات مجھ سے کی نہ میرا حال کچھ پوچھا
جو وہ آئے تو کیا آئے جو وہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

کیا کرتے ہیں سجدے کیوں نہیں پرواہ انکی
بس اب او قدرت پتھر کو کیا ٹھہری خدا ٹھہرے

جو وہ جفا کرتے ہیں ہم پر نہیں کہتے ہیں
جو دیر آتے کسی سے حال انکا تو جگا ٹھہرے

ہتھیلی صورت آئینہ ایسی ہو صفا ان کی
ہوا کیا خون دم بھر ہاتھ میں رنگ حنا ٹھہرے

پیام وصل بھیجے اس پری پیکر کو بھیجا ہو
پھر ہی تسلی ہے نہیں معلوم کیا ٹھہرے

شروع عشق میں اے نور اک سودا کا عالم ہے
خدا جانے کہ اس آغاز کا انجام کیا ٹھہرے

## غزل امیر مینائی

جیسا اپنا انجام جو ... کیا
... میں ... سے کیا

بھرا ہے جوانی مین جوبن کسیکا ترارے بھرے کیون نہ توسن کسیکا
کہا مین نے حاضر ہے دل تو وہ بولے کرا احسان لین میرے دشمن کسیکا
خرامان ہوئے وہ تو بولی نزاکت کرے مجھسے نہ سنبھلے گا دامن کسیکا
رقیبون نے وہ خوش رقیبا اُنسے رکھا برا کہکے مین کیون ہون دشمن کسیکا
جھلکتی ہے حسن ابر سے برق باران لٹکتا ہے پردے سے دامن کسیکا
وہ چارہ ہو کہ خورشید محشر کسی سے دبے گا نہ جوبن کسیکا
نہین پہولو دل مین دلتنگ غنچہ جونی سے روٹھائی ہے جوبن کسیکا
ادہر بھی کرم اے نسیم بہاری ترستا ہے پہولونکو مدفن کسیکا
وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی ابہی کھیلتا ہے لڑکپن کسیکا
کچہہ اس درد سے عشق مین کوئی رویا اثر چیخ اوٹہا سنکے شیون کسیکا
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت وہ نازون کا پالا لڑکپن کسیکا

شباب آچکا اب کیسے دیکھتا ہے
امیر اٹھکے ہر بار جوبن کسیکا

## غزل

وہ کہلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہوگئے کیا کیا خیال خواب فراموش ہوگئے
وہ تیم وعدہ کرکے فراموش ہوگئے امیدوار ہوس سے بیہوش ہوگئے
بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہوگئے

یاد آگئے مزے جو پس مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حور کے آغوش ہو گئے

ماتم ہے اہل شناس کا یا دل کا سوگ ہے
کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے

آگاہ ہوئی جو انکی خبر غش نے آکے دی
قربان مجھ پہ [illegible] مرے ہوش ہو گئے

یاران رفتہ بات کا دیتے نہیں جواب
کیا کہہ دیا قضا نے کہ خاموش ہو گئے

## غزل دبیر

دفن کرنا مجھکو تم سے یار مین
قبر بلبل کی بنے گلزار مین

بلبلین کرتی ہین نالہ صبحدم
آگیا گلچین کوئی گلزار مین

سر مرا لٹکا کے قاتل نے کہا
پھل لگا ہے آج نخل دار مین

قبر مین روزن مری رکھنا ضرور
مر گیا ہون انتظار یار مین

گرمی خون کی مرے تاثیر دیکھ
پڑ گئے چھالے تری تلوار مین

سر کے کٹ جانے کا [illegible]
ختم تھا جادو تری تلوار مین

بعد مردن میرے لاشہ کو دبیر
جا کے رکھنا کوچۂ دلدار مین

## غزل اسیر

آنکھین بیکار ہین جب دیکھین نہ صورت تیری
دل وہ کیا دل ہے جو [illegible] محبت تیری

شغل [illegible] ہستی سے [illegible] حسرت تیری
وصل [illegible] تری [illegible]

جلد ای روح سفر پیکر خاکی سے نہ کر | چند روزہ ہی ملاقات غنیمت تیری
کوئی پہونچا نہ ترے جلوہ گہ ناز میں یار | راہ ڈھونڈھا کیے ہفتاد و ملت تیری
کیا عذاب شب فرقت سے چھڑایا ہمکو | مہربانی تری ای مرگ عنایت تیری
غنچہ دل کو مرے چاک نہ کر ڈرتا ہوں | کہ پریشان نہو بوے محبت تیری
اسلیے ہے پر طاوس کی قرآنمیں جگہ | کہ دکھاتا ہے یہ نیرنگی قدرت تیری
باغ میں بلبل و گل بزم میں پروانہ و شمع | بھیس بدلے ہوے پھرتی ہو محبت تیری
شعلہ نار سقر سے جو ڈرے اہل نگاہ | ابر بن بنکے برسنے لگی رحمت تیری
سرکشی صورت آتش نکر ای پارہ خاک | ذرے ذرے کو ہے معلوم حقیقت تیری
بدلے نرگس کے اگیں گور پہ آنکھیں ہر سال | راہ دیکھا کیے ہم تا بقیامت تیری
پاؤن کانٹون کے ستانون پہ ہین دیوانو کے | راہ کیا سخت ہی ای وادی وحشت تیری
دفن زر کے لیے کہدواتی ہی تو جو زمین | دیکھیو منعم کہ اسی جا ہو تربت تیری
ہو چکا محکمہ ورنہ روجنان کے ہیں بند | دیکھتے رہگئے ہم حشر میں صورت تیری

سیر بازار کو تو روز نکلتا ہے اسیر
آگئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

## غزل مخمس آتش

ہمارے سوز دروں سے ہی تنمیں آگ لگی | زبان جلنے لگی اور دہن میں آگ لگی
کہیں نہیں ہے یہ لالہ چمن میں آگ لگی | مری تو جان و جگر اور تن میں آگ لگی

یہ رو رو کہتے تھی بلبل وطن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

دھڑی مسی کی لبون پر جمائی شیرین نے
حنا ملی تو یہ آفت مچائی شیرین نے
گلوری پان کی ہنس ہنس کے کھائی شیرین نے
مگر یہ سیر عجائب دکھائی شیرین نے

پھر اوس طرف کو دل کو دکن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

ہوا ہون تنگ تو لگی ہین ہونے جدائی سے
جدا ہے سوز جگر میرا سب جدائی سے
مریض ہجر ہون صحت ہو کیا دوائی سے
جلی ہے لاش مری آتش جدائی سے

مارو کو پہونچہ صنم اب کفن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

لبون کو دیکھ کے حیران ہو یا ہو لولو
دہوان یہ اگ سی شاید عیان ہے یو لو تو
تمہاری چھپ سے جہان بدگمان ہو لولو
یہ مسی ہونٹون پہ ہے یا دہوان ہو لولو

یہ مسی پان کی ہے یا دہن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

عجب وہ ڈھنگ کی چلتے ہین چال ہولی
ہوا ہے دیکھ کے مست ہر گلال ہولی پہ
ٹھٹھولی کرتے ہین وہ پائمال ہولی مین
گلال زلفون مین اونکو پڑا تھا لال ہولی مین

تو لالہ بولا کہ مشک ختن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

عجب دکھائی ہے رنگ بہار غنچے مین
صفت نئی ہوئی پیدا انگار غنچے مین

عرق نہا ہے ور شا ہوا رے غنچے مین
ہوا جو شرح ترا چہرہ یار سے غنچے مین

تو بلبلون نے بھی جانا چمن مین آگ لگی
آگیا لاگی سمندر مین جبر گیو

اثر یہ عشق نے اتنا دکھا دیا بارے
لگی مین کیا کہون ہنس ہنس کے بالا اس نے
طلب جو بوسہ کیا مین تو اس نے ہو کر تے
کہ بے طلب گھر گھر خود بخود و چلے آتے

زبان تو شمع تھی اور دہن مین آگ لگی
آگیا لاگی سمندر مین جبر گیو

صنم یہ میرا ہوا خاتمہ نزاکت کا
یہ راست راستے آتش ہلاک ہو مین گیا
نہین ہے گو ابھی سن شباب کو پہونچا
شفق کو دیکھ کے کہتے ہو نوجوان میرا

عجب تماشہ ہے چرخ کہن مین آگ لگی
آگیا لاگی سمندر مین جبر گیو

## غزل مجرن

ہم ابھی ہستی مٹا چکے ہین کسی سے دل کو لگا چکے ہین
سفر محبت کی پا چکے ہین غضب کا جبہ اوٹھا چکے ہین
سجے گی غیرون سے کیا محبت کہ بار ہا آزما چکے ہین
نہین کرینگے نثار دل کو جو ہاتھ جان سے اٹھا چکے ہین
ہے دل مین باقی ابھی کدورت نہین صفائی کی کوئی صورت
پس فنا بھی ہے مجھے نفرت نشان تربت مٹا چکے ہین

فلک کو کب ہے یہ دست قدرت زمین کو کب ہے یہ تاب طاقت
ہمین اوٹھائینگے بار الفت جو ناز تیری اوٹھا چکے ہین
یہ ہنسنے نانا یہ ہنسنا نانا نہین ہے منظور اونکو آنا
ہے ایک یہ بھی فقط بہانہ کہ ہاتھ مہندی لگا چکے ہین

لباس پہنا ہے اوسنے گلگون یہ فکر مجھکو ہوئی ہے محزون
کرینگے شاید کسیکا وہ خون کمر مین خنجر لگا چکے ہین

## غزل

کسی صورت تو دلکو شاد کرنا — ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قید زلف — جہان تک ہوسکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ — نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکہانا بعد مردن — جو دل چاہے تو مجھپہ ارشاد کرنا
اڑا دو خاک میری ٹھوکرونسے — اگر منظور ہے برباد کرنا مجھکو
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار — بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بیبسی کی گالیون مین — ابھی بھولے سبق کو یاد کرنا مجھکو
بہت مشکل ہے ان سنگین دلون سے — خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اوٹھ چکے میرا تو تم بھی — اور رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ تن نے جان دیدے

غضب لایا ترا پیدا ادا کرنا

## غزل

کسی حسین کی محبت خدا کسیکو نہ دے
برا خیال بری مت خدا کسیکو نہ دے

جہاں میں حسن کی دولت خدا کسیکو نہ دے
جو دے تو ظلم کی عادت خدا کسیکو نہ دے

جگر کو تاب نہ تسکین دل نہ جانکو قرار
ہماری سی شب فرقت خدا کسیکو نہ دے

کسی کے بس میں کسی کا ہو دل مضطر
کسی کی لے کے امانت خدا کسیکو نہ دے

جو موت آئے شب غم تو اس سے بہتر ہے
مگر یہ داغ محبت خدا کسیکو نہ دے

ہمارا جیسا ہو دل ایسا دے خدا اسکو
تمہاری سی یہ طبیعت خدا کسیکو نہ دے

کسی کا داغ جدائی کسی کے دل میں نہ ہو
کسیکے وصل کی حسرت خدا کسیکو نہ دے

اوٹھا کے پردہ رخ کہتا ہے وہ آئینہ رو
ہمارے حسن سی حیرت خدا کسیکو نہ دے

جو ہجر دلپہ گذرتی ہے ہم ہی واقف ہیں
جو آج مجھپہ ہے آفت خدا کسیکو نہ دے

تجھی کو اے بت کافر خدا سے چاہیں
مزا ہو روز قیامت خدا کسیکو نہ دے

ترا خیال ہی لیتا ہے چٹکیاں دل میں
یہ آرزوے شب فرقت خدا کسیکو نہ دے

یہ بیکسی یہ الم یہ جفائیں یہ نالے
یہ رنج و غم یہ اذیت خدا کسیکو نہ دے

حیا و حسن و اخلاق و مروت دے
مگر یہ کبر یہ نخوت خدا کسی کو نہ دے

یہ شوخیاں یہ ادائیں یہ ناز یہ غمزے
یہ بانکپن یہ نزاکت خدا کسیکو نہ دے

ہمارے ذکر سے افضل کسیکا شاد ہو دل
ہمارے نام سے نفرت خدا کسیکو نہ دے

# غزل داغ

عجب اپنا حال ہوتا ہے جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا
تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہیں ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

غم عشق میں مزا تھا جو اسے سمجھ کے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مے خوشگوار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھے کیا الٹ نہ دیتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

تمہیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل

یہ رتبہ نہ پاتا یہ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

## غزل داغ

کہنے دیتی نہیں کچھ منہ سے محبت تیری　　　لب پہ رہ جاتی ہے آ آکے شکایت تیری

اب ترا یہ دل بیتاب خدا حافظ ہے　　　کرچکے ہم تو محبت میں حفاظت تیری

دیکھیے کرتی ہے رسوائی زمانہ کیا کیا　　　مجھکو یہ چاہ مری تجھکو یہ صورت تیری

سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم　　　بھول جاتا ہوں مگر دیکھ کے صورت تیری

ہے رقیبوں کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ　　　تو بھی مجبور ہے جاتی نہیں عادت تیری

کوچہ یار میں بھی جی نہیں لگتا اے داغ
دیکھیے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری

## غزل مشتری

مے ہے گلزار ہے ساقی ہے گھٹا چھائی ہے　　　کہدو توبہ شکنوں سے کہ بہار آئی ہے

جب میں کہتا ہوں کہ اے یار بہار آئی ہے　　　ہنسکے فرماتے ہیں کچھ خیر ہے سودائی ہے

کیا بلا عشق ہے جیتا ہوں تو بدنام ہوں میں　　　جان دیتا ہوں تو اس میں بھی رسوائی ہے

چھپکے وہ رشک پری غیر کے گھر جاتا ہے　　　اڑتی اڑتی ہوئی ہمنے بھی خبر پائی ہے

کیا جنون خیز ہے اسکے گل عارض کی بہار　　　کہ جسے دیکھئے خود رفتہ ہے سودائی ہے

لب جان بخش کا بوسہ جو کیا میں نے طلب　　　کہا اس شوخ نے کیا تیری قضا آئی ہے

دلکو پہلو مین جگہہ اسلئے دی ہے ہمنی — کہ یہ فرقت مین انہیں شب تنہائی ہے
لی خبر اہی مریض شب غم کی نہ کبھی — بس انہین باتون پہ دعوای مسیحائی ہی
شب فرقت کی جو ای مشتری جاگی تہے ہم — کیا تہ خنجر قاتل ہمین نیند آئی ہے

## غزل صادق

پہر کسطرح سے راز محبت عیان نہو — کہنے ہی ہین جب اپنا دل اپنی زبان نہو
کس کام کی زبان صفت شمع ای فراق — جب اپنے دلکا درد بہی ہمسے بیان نہو
بوسے وہ ہاتہ رکہکے مری دلپہ وقت نزع — جسکے تلے فشار یہان ہو وہان نہو
اک میرا دل اوٹہائیگا کسطرح دو کا ظلم — دشمن ہو جسکے حضور تو پہر آسمان نہو
کیا فائدہ جو کہیے برا مرسلون کو آپ — کیون اونکا نام لیجے جنکا نشان نہو
بیشی کریم حشر مین جانو تو سہل ہے — ڈرتا ہون پر ہو نہ کہین بت مرا جہان نہو
سیکھے جلنے کا طرز سکھلے ہم دل جلو سے شمع — جلجاتین ہڈیان بہی تمام اور دہوان نہو
ہمنے سوال وصل کیا ہو ریہ دہیان — سب کچہہ زبان سے نکلے خبردار ہان نہو

اخفائے عشق میر بطرح کون کرسکے
صادق کا راز اور جگر پر عیان نہو

## غزل وداع

عذر آنے مین بہی پاس بلاتے بہی نہین — باعث ترک ملاقات بتاتے بہی نہین

مجھسے لاغر تری آنکھوں میں کھٹکتے تو رہے / تجھسے نازک مری آنکھوں میں سماتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں / صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ہو چکا قطع تعلق تو جفائیں کیوں ہیں / جسکو مطلب نہیں رہتا وہ ستاتے بھی نہیں

دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ ارشاد ہوا / کون بیٹھا ہے اسے لوگ اٹھاتے بھی نہیں

منتظر ہیں دم رخصت کہ یہ مر جائے تو جائیں / پھر یہ احسان کہ ہم چھوڑ کے جاتے بھی نہیں

کمسنی کا یہ تقاضا کہ جنازے پہ مرے
پاس آتے بھی نہیں ہاتھ لگاتے بھی نہیں

## غزل داغ

جو دل قابو میں ہو تو کوئی رسوائے جہاں کیوں ہو
خلش کیوں ہو طپش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغاں کیوں ہو

مزا آتا ہے نہیں تھم تھم کے ہمکو رنج و راحت میں
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہاں کیوں ہو

یہ مصرع لکھ دیا ظالم نے میرے لوح مرقد پر
جو ہو قسمت کی بیتابی تو یوں خواب گراں کیوں ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے مہرباں کیوں ہو

نہی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہیں

جگر ہو تو فغاں کیوں ہو دہن ہو تو زباں کیوں ہو

لو یہ جواب ہے کیا خبر قاتل کی آئینگی
بتا دو تو سہی تم داغ ایسے شاداں کیوں ہو

## غزل داغ

ملتے ہی بیباک تھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
پھر گئی چتون کی پلکوں تک حیا آئی ہوئی

ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

سمجھا کو یہ دعوا کوئی ہمسر سے دل میں ہے
ان کو یہ الزام اچھی قید تنہائی ہوئی

تو کبھی کر سکتے ہیں پیار آہ کیا کم ہے
وہ نظر حیرت زدہ وہ بات گھبرائی ہوئی

یہ الٰہی کر قیامت ہے قیامت کا جواب
کیا اٹھے گی وہ ہماری ٹھوکریں کھائی ہوئی

توبہ کر لیں پر کروں تو مجھ سے پیا ایسے وقت میں
یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی

بھولی صورت پر تری قصہ کیا دہ بات
لب پہ ظالم ہے تبسم دل میں اترائی ہوئی

دیکھ کر قاتل کی آمد داغ دلمیں شاد شاد
اور غمخواروں کی منہ پر مردنی چھائی ہوئی

## غزل ظہیر تما

اسے ترک سوار توڑ نخ عرب جو شیر بانگ ... پہنچا دنیا

کس رنگ مین ہے وہ حبیب مرا مجہے واکی کہبر یالا دینا
آ ئے کس سے کیا کرچلے سب قول و قرار کو بہول گئے

جب دونون ہاتہ خالی چلے سو لا میری بات بنا دیا
رات اندہیری موج کہٹن ۔ دریا مین بہنور لہراوتا ہے
تم کہوت پی ہو یا محمد بنیا موری پار لگا دینا
تیرے ہجر مین صبح سی شام تلک نہین لگتی پلک سے پلک
تجہے اسے باد صبا گلشن کی قسم مجہے اوس گل کی خبر یالا دینا

موج کی ندیا چہا رہی مین سونا پڑا اخنمانہ مین
ہاتہ وقت پہ آکے جگا دینا میری درد جگر کو دوا دینا

## غزل خنجر

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہون کہ یار کہا نہ سکا

اسقدر ضعف تہا کہ تیرا ناز
تہی تمنا مگر اوٹہا نہ سکا

نخل دیکہا تو میری تربت پر
ایک آنسو بہی وہ گرا نہ سکا

نہ ملا کوئی وقت تنہائی
حال دل یار کو سنا نہ سکا

دیکہکر بد دماغیان اونکی
نامہ بر خط مرا سنا نہ سکا

ارزو سنہ رہگیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کیا ندامت ہوتی ہے لیوا لیجان
تار خنجر گلو اوٹہا نہ سکا

## غزل مشتری

تنے سر سے سودا ہوا چاہتا ہے
صنم مجھکو گر کیا خدا چاہتا ہے

کوئی دم مین بجلی گرے گی چمن پر
وہ گل کھلکھلا کر ہنسا چاہتا ہے

جو منظور ہو ساتھ چلنا تو آؤ
مسافر سرا سے اٹھا چاہتا ہے

شفا مجھکو ہووے گر آوین مسیحا
یہ بیمار آخر ہوا چاہتا ہے

لگا ہے یہ بازار اب عاشقوں کا
دل مشتری اب بکا چاہتا ہے

## غزل زہرہ

ہے سخن عجز سنایا نہین جاتا
ہے کبھی روٹھے کو منایا نہین جاتا

صد شکر طفلی سے جوانی کا بس آنا
اب ہے ترا ناز اٹھایا نہین جاتا

ہوتا نہین کچھ کام ہے اس پردہ نشین سے
آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا

ہم معرکۂ عشق مین شیرانہ کھڑے ہین
میدان سے اب پاؤن ہٹایا نہین جاتا

دیوانہ ہوا جو کوئی مری حسن پری پر
اس جنس سے دل اپنا لگایا نہین جاتا

کچھ آج عجب حال ہے سینہ مین جگر کا
سامان اب اچھا نہین پایا نہین جاتا

کیا اور قیامت مین زبان اپنی مین کہوئی
بگڑی ہوئی باتون کو بنایا نہین جاتا

مین بندہ ناچیز وہ ہین حسن کی سلطان
زہرہ اونہین گھر اپنے بلایا نہین جاتا

## غزل ناز

اے دل کہین نجا تو زنہار دیکھنا
نیرنگیون سے یار کے حیران نہو جیو
ایدل تمام عشق مین اک کھیلیو سنبھل
گر نقد جان طلب کرے وہ شوخ دلربا

اپنے ہی بیچ یار کا دیدار دیکھنا
ہر رنگ مین اسیکی نمودار دیکھنا
بازی نہ سمجھیو میری کہین یار دیکھنا
انکار وان نہ کیجیو زنہار دیکھنا

ہرگز دوا نہ کیجیو اس غم کی اے نیاز
سب راجتو نے اسکو نمودار دیکھنا

## غزل سومین

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
نہ کچھ پھر چلی باد صبا کی
وصال یار سے دونا ہوا عشق
وہ سوتے ہیچا بار ہے ساتھ
ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی

تلافی کی بھی ظالم نے کیا کی
بگڑنے مین بھی زلف اسکی بنا کی
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
نگاہ شوق کا کام اپنا کیا کی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کہا اوس بت سے کہتا ہے مومن
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

## غزل وحید

سنبھالو تیغ ادا کو ذرا سنو تو سہی
نہ پامال کرو دل کے ہاتھ مین مہندی
غضب ہی ہوکہ کہلے بند دیکھنا محرم
نہ یہ سائل بوسہ ہوا تو کچھہ نہ کہا
ابھی تمہیں کہاں تمکو دلبر باقی مین

کسی کی آنکہ گئی ہو قضا سنو تو سہی
کسی کا خون کریگی حنا سنو تو سہی
وہ اگلی کیا ہوئی شرم و حیا سنو تو سہی
ہمین سے ہو گئے کیسے خفا سنو تو سہی
کسی سے قصہ ناز و ادا سنو تو سہی

لڑائی ہو چکی بس دور بہی کرو قصہ
ملو حمید سے بہر خدا سنو تو سہی

## غزل

ہمین اونسے اونہین غیروں نے الفت ہونیوالی ہے
ہمارے اونکے دل کی ایکہ حالت ہونیوالی ہے

مثال صبح کچھہ فرق تو ہے شام وصل کا چہرہ
یہ آندہی سے ظاہر ہے کہ رخصت ہونیوالی ہے

اٹھو رندو چلین جلدی سے میخانے مین سب ملکر
سنا ہے شیخ جی کی آج دعوت ہونیوالی ہے

ادہر ہونیوالی سب چیزین اکہٹی آئینگی الظالم
جوانی آنیوالی ہے قیامت ہونیوالی ہے

وہ میرے دیدہ دل دیکھکر کہتے ہین محشر مین

اونہین جہوٹے گواہونیکی شہادت ہونیوالی ہے

## غزل داغ

دوستی کا ہو زمانے مین بہروسا کسپر
تو مجہے چہوڑ چلا اے دل شیدا کسپر

یون تو معشوق گل و شمع بہی کہلاتے ہین
دیکہنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانا کس پر

امتحان نالۂ دل کا تو دکہا دون لیکن
یہ تو سمجہو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر

اوسکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکہدون
دیکہئے گرتے ہین پہر اہل تماشا کس پر

سامنے غیر کے تم فتنہ مجہے کہتے ہو
چہائی جاتی ہے یہ دیکہو تو سراپا کس پر

کوئی گل باغ مین اوس غیرت گل سا تو نہو
آنکہہ پڑتی ہے تری نرگس شہلا کس پر

داغ جاتے تو ہین مقتل مین پر اول سب سے
دیکہئے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

## غزل

لگایا مین نے جو تم سے دل کو تمہارے دل پہ نہان نہوگا
اٹہائے صدمے ہین جتنے مین نے جہا مین کس پہ عیان نہوگا

ہے خوف مجہکو اکیلے گہر کا کہ ہوگا وان پر گذارہ کیونکر
مدد کو میری جو لطف یزدان ندیم و ہمدم وہان نہوگا

لگایا گل سے جو دل کو تو نے سمجہہ لے ولیکن تو اپنی بلبل

رہیں نہ چند روزہ بہار کے دن یہ گل تو روز خزان نہ ہوگا
بہت کتا ہیں پڑھی ہی تم نے یہ مانا ہم نے کہ شیخ صاحب
چھپا و ہم سے نہ حال دلکو نہان یہ عشق بتان نہ ہوگا
ہے کون سر دار جسکو دہشت شفیع ہونگے رسول داور
جو لرزے سے بروز محشر زمین نہ ہوگی زبان نہ ہوگا

## غزل تابان

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے
کیا طرح ہوتی ہے مرا ہو قتل ہو بیار کر جو
جنے اوس کا زخم کہایا ہوا و معلوم ہو
یار کے ملنے کی اب کوئی طرح بنتی نہیں

کسطرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیے
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے
تیغ ابرو کی صفت گہائل سے پوچھا چاہیے
طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے

آہ نالوں کو حقیقت دیکہتا ہوں ہجر میں
کیا گذرتی ہوگی تابان دل سے پوچھا چاہیے

## غزل بسمل

ہیں نہ کہیں زخم ہزار ہا دہ ہے کون جا کہ جہان نہیں
مرے درد کو تو نہ پوچھیے کہوں کیا کہاں ہو کہاں نہیں

کرو صدقے غیرون کو سر پر سے اپنے
بڑے لینے والے بلائین تمہاری

ہین سب تمہارے ہین بے آب و دانہ
قسم بھی جو کہا مین تو کھائین تمہاری

شب ہجر آنے مین کرتے ہین نخرے
تو صدمے بھی سکین ادائین تمہاری

سنا وصل کا ذکر جب دم تو بولے
نہ مقبول ہون گی دعائین تمہاری

## غزل دیگر

جان بلب ہون ہین دل لگا کے
کھو دیا عشق نے زمانے سے

بے اجازت چھوا تھا گیسوے یار
ہاتھ کٹوائے اوسنے شانے سے

نہین خالی وفا سے کوئی حسین
کیا وفا اوٹھ گئی زمانے سے

جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
اٹھو آؤ کسی بہانے سے

زلف جانان کو چھیڑتا ہون وحید
شوق ہے جی کو مار کھانے سے

## غزل دیگر

رہ گئی آدھی اگر زلف کی منزل باقی
دو پہر رات ابھی اور ہے اے دل باقی

جو جو کرنا ہے ستم تجھکو وہ کر لے بے پیر
کوئی ارمان ترا رہ جائے نہ قاتل باقی

وحشت عشق مین کی بادیہ گردی ایسی
رہی گھس گھس کے نہ پاؤن مین سلاسل باقی

ایسا نابود کیا ناموروں کو تو نے
کہ نہ قبرونکی بھی اب جز رخ رہی گل باقی

بات رہجائے ندا کو جو دکھا دو صورت
حسن رہتا نہین اسے جو رہ شمائل باقی

## غزل ضامن

اے شمع رو ہے اپنا سینہ کباب تجھ بن
اور بحر زندگی ہے مثال حباب تجھ بن

آہ و فغان ہے حیرت بیٹھے ہین غم کو مارے
سب بند ہو گئے ہین فرحت کی باب تجھ بن

شعلہ بنا دیا ہے اور آتش محبت
چون برق جا بجا ہین لب لباب تجھ بن

آنکھون مین دم ہے ٹھیرا آئین کے مسیحا
ورنہ نکل ہی جائیگا یہ دم شتاب تجھ بن

حاصل ہوا نہ ضامن جز یاس اور حسرت
برباد کر دیا ہے اپنا شباب تجھ بن

## غزل داغ

ادہر کھینچنا ہاے خنجر کسیکا
ادہر بیٹھنا سر جھکا کر کسی کا

مجھے نیند فرقت مین آتی نہین ہے
تصور جو رہتا ہے شب بھر کسی کا

مرے خانۂ دل کو لوٹا بتون نے
نہ اسطرح تاراج ہو گہر کسی کا

ذرا چلمن تک آئیں گھر مین کیا وہ بنکے چھپ بیٹھے ہیں
ہزاروں سر بکف مشتاق اک چتون کو بیٹھے ہیں

اٹھیں وہ مجمع اغیار مین کیا بنکے بیٹھے ہیں
وہان دشمن ہی سب ہاتھ ہوئے جو بنکی بیٹھے ہیں

مگر خالی کہیں ہی ہاے شرم اونکی نہیں جاتی
نگہ نیچے کئے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہیں

نمود حسن دونی ہو گئی ہے خود نمائی سے
ادہر آیا ہے جوبن اور حیا تنکے بیٹھے ہیں

اوڑا لیجاتی ہیں عاشق کے دلکو سینہ زوری سے
غضب کے وو اچکے بس میں جوبن کے بیٹھے ہیں

علاقہ میری دشمن کا نہیں جاتا نہیں جاتا
نہیں دشمن ہی تو اب سو گمین دشمن کے بیٹھے ہیں

رہینگے وصل میں کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے
کبھی ہم روٹھکر اوٹھے کبھی وہ تنکے بیٹھے ہیں

وہ کہتے ہیں ادہر عاشق ادہر عاشق کدہر جاؤں
دو طرف کھینچنے والے مری دامن کے بیٹھے ہیں

یہ کہتے آئینہ خانے سے اٹھ بھاگی وہ گھبرا کر
یہان سب لوٹنے والے مری جوبن کے بیٹھے ہیں

ترے روزن میں جو آیا آفتاب حشر بھی سر پر
تو ہم سمجھے کہ ساقی مین تر دولت کے بیٹھے ہیں

امیر آتی ہے مجھکو شرم اس محفل میں کیا کہیے
کہ میں ناقص ہوں اور کامل یہان فن کے بیٹھے ہیں

تمت

(شیخ محمد عبد الغفور صاحب اکبرآبادی نوشت)